Dr. Shahnaz Ara
Deptt of Urdu
Dr. L.K.V.D College

اسد اللہ خاں غالب کا مکتوب نگاری

"دیوانِ غالب نہ ہوتا اور صرف خطوطِ غالب ہوتے تو بھی غالب، غالب ہی رہتے۔"

بے شک غالب جتنے بڑے شاعر ہیں اتنے بڑے نثر نگار بھی ہیں۔ اردو زبان جس رنگ و روپ کے ساتھ ہم تک پہنچی ہے۔ اس میں کئی مرزا نوشہ کا خونِ جگر شامل ہے۔ یہ سب میراثِ غالب اور دسترس ہے۔

خطوطِ غالب کی دلکشی کا راز

جدت پسندی: مکتوب نگاری میں غالب کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ خط لکھنے کا جو طریقہ اس وقت رائج تھا غالب نے اسے یکسر ترک کر دیا۔ مروجہ انداز کی ناپسندیدگی کا اندازہ درج ذیل کی عبارت سے لگایا جا سکتا ہے "کیوں بھئی کیوں"! ملکوں کے خطوط کی تحریر کی یہی طرز تھی۔

مدتوں سے رواج چلا آرہا تھا کہ مکتوب الیہ کو خوش کرنے کے لیے لمبے لمبے القاب لکھے جائیں۔ ان القاب کو ایک طرح کی مدح سرائی کہنا چاہیے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ "میرا طریقہ یہ ہے کہ مکتوب الیہ کو آواز دیتا ہوں اور کام کی بات شروع کر دیتا ہوں" مثلاً بھائی، میاں، صاحب، برخوردار، میری جان، جانِ غالب، مہر پرور، قبلہ و کعبہ، بھائی صاحب، کیوں صاحب اور دلچسپ طرز تخاطب! جانا جانی شانا!

کبھی کبھی دلچسپ القاب بھی لکھتے ہیں جیسے تفتہ کو "کاشانۂ دل کے ماہِ دو ہفتہ منشی ہرگوپال تفتہ"۔

حاتمی رام پوری کو اس طرح مخاطب کرتے ہیں

"مشفق و مہربان، نواب علاء الدین خان کو غالب نیم جان کا سلام قبول ہو۔"

یہ تھا میر مہدی بھائی اور مجھے القاب میں مکتوب الیہ کو خوش کرنے کیلئے تو

کہیں صرف یہ ثابت کرنے کیلئے کہ دیکھو ہمیں عاجز نہ سمجھنا مکتوب نویسی کی

قدیم روش میں بھی ہم کسی سے کم نہیں۔ ۲۔ یہ بھی دستور ہے کہ خط کے خاتمے پر اپنے نام سے

پہلے "آپ کا نیاز مند" "آپ کا مخلص" ہو تو آخر میں صرف اپنا نام لکھ دیا۔ ایک

خط میں لکھتے ہیں "تو ہم اپنا نام نہیں لکھتے۔ دیکھتے ہیں تم ہمیں پہچان جاتے ہو یا

نہیں۔"

(۲) دستور کے لحاظ سے دعا و سلام خط کے آخر میں لکھا جاتا تھا لیکن غالب نے اس

دستور کی پیروی اڑا دی۔ اور تو بالکل شروع میں تو کبھی درمیان میں یا کبھی بالکل

آخر میں وہ اس طرح کہ اس میں کوئی نئی بات پیدا ہو جائے۔ مثلاً میر مہدی مجروح

کو ایک خط کے درمیان میں لکھتے ہیں۔ "میر سرفراز حسین کو میری طرف

سے گلے لگانا اور پیار کرنا میر نصیر الدین کو دعا اور شفیع احمد صاحب کو سلام کہنا

میرن صاحب کو نہ سلام نہ دعا یہ خط پڑھا دو۔"

(۳) اسی طرح خط میں تاریخ کی جگہ مقرر ہے۔ شروع میں لکھو تو بالکل اوپر کونے

میں یا پھر بالکل نیچے لیکن غالب نے جہاں جی چاہا عبارت میں شروع میں درمیان

یا پھر آخر میں تاریخ لکھ دی۔ مطلب دینا سے ان کا انداز بالکل نرالا تھا۔ ایک خط میں

لکھا ہے "حالی میں اپنے مزاج سے لاچار ہوں۔"

(ج) غالب کے زمانے میں خطوط میں عبارت آرائی بے جا لفاظی جو سے زیادہ تصنع اور بناوٹ

کا بہت زیادہ رواج تھا۔ خطوط غالب کا اردو نثر پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ان عیبوں کا خاتمہ

ہوا اور بول چال کی عام زبان سے کام لیا جانے لگا

Scanned with CamScanner

دراصل اس وقت مکتوب نویسی کی اصل زبان فارسی تھی

مگر اردو میں بھی خطوط لکھے جانے لگے تھے۔ مگر انداز ان کا بھی فارسی جیسا تھا۔ یعنی لفظوں کی بے جا ریل پیل حد سے زیادہ مبالغہ اور تصنع۔ غالب نے اس کے برعکس بات چیت کا انداز اختیار کیا۔ کئی خطوط میں لکھا ہے کہ یہ خط لکھ نہیں رہا بلکہ بے تکلف بات چیت ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"میں نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلے کو مکالمہ بنا دیا ہے۔ ہزار کوس سے بہ زبان قلم باتیں کیا کرو، ہجر میں وصال کے مزے لیا کرو"

غالب کے بہت سے خطوط کی شروعات بھی اس طرح ہوتی ہے جیسے بے تکلف بات چیت کی جا رہی ہو۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں!

(1) ارے کوئی ہے ذرا یوسف مرزا کو بلاؤ۔ لو صاحب وہ آئے (2) میاں لڑکے! کہاں پھر رہے ہو؟ ادھر آؤ خبر بھی سنو (3) آیا بابا میرا پیارا مہدی آیا۔ آؤ بھائی۔ مزاج تو اچھا ہے؟ بیٹھو

میر مہدی کے خط میں میرن صاحب کو کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں تو یہ نہیں لکھتے کہ میرا پیغام ان تک پہنچا دو بلکہ ایک ڈرامائی انداز اختیار کرتے ہیں۔

<u>شوخی و ظرافت</u>:۔ غالب کے مزاج میں ظرافت بہت تھی۔ اس لیے مولانا حالی نے انہیں "حیوان ظریف" کہا ہے۔ نجی زندگی میں اور بے تکلف دوستانہ محفلوں میں وہ اپنے چٹکلوں اور لطیفوں کی پھلجھڑیاں چھوڑتے رہتے تھے یہ پر لطف باتیں دوستوں اور پرستاروں کی زبانی دور دور پہنچیں۔ مولانا حالی نے غالب مرثیے میں کیا خوب کہا ہے۔ ع

تھیں تو دلی میں اس کی باتیں تھیں
لے چلیں اب وطن کو کیا سوغات

یہ ظرافت آمیز باتیں غالب کے خطوں میں ہر طرف بکھری ہوئی ہیں
ان کا یہ استادانہ جادو ہے کہ ہر خط میں کوئی ایسی بات لکھنے کی کوشش کیا
جس سے مکتوب الیہ خوش ہو۔ کسی نے غالب سے روزہ رکھنے کی شکایت
کی خط میں اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔ دھوپ بہت تیز ہے روزہ رکھتا ہوں
مگر روزے کو بہلاتا رہتا ہوں۔ کبھی ایک کٹورا پانی پی لیا۔ غالب کی یہ
انداز انکی نثر نگاری چار چاند لگا دیتی ہیں۔

Shahnaj Ara